جہاد بالمال

اور عصر حاضر میں مسلمانوں کی ذمہ داری

تحریر

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دارالافتاء والارشاد، مردان

ناشر

مکتبہ دارالتقوی، مردان

استفتاء:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب مفتی صاحب (اللہ تعالی آپ کی زندگی میں برکت عطا فرمائیں) غزہ کے احوال آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہیں، نیز میرے گمان کے مطابق کسی مسلمان کے لئے بھی مناسب نہیں کہ وہ اس بارے میں چشم پوشی کرے، اس مناسبت سے ہم آپ کی خدمت میں ایک سوال پیش کرتے ہیں جس نے ہمیں اپنے دین اور آخرت کے بارے میں پریشان کیا ہے، میں آپ حضرات سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اس کا تفصیلی جواب تحریر فرمائیں گے۔

کیا فرماتے ہیں آپ حضرات "جہاد بالمال" کے بارے میں:

۱۔۔۔کیا مسلمانوں پر جہاد بالمال بھی فرض ہے؟

۲۔۔۔جہاد بالمال کا معنی کیا ہے؟ اور جہاد میں ہم پر کتنا مال خرچ کرنا واجب ہے؟ مثلا اس راستے میں ۱۰۰ یا ۱۰۰۰ روپے خرچ کرنے سے اللہ تعالی کے ہاں ہمارا ذمہ فارغ ہو گا یا نہیں؟ اگر اس سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا، تو کتنا مال خرچ کرنے سے ذمہ فارغ ہو جائے گا؟

۳۔۔۔آج کل غزہ کے لئے جہاد بالمال کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ جنگ جاری ہے اور جنگ پر چونکہ آج کل زیادہ خرچہ آتا ہے، اس لئے مسلمانوں کے اموال کی شدید ضرورت ہے؟ اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستفتی: مولوی محمد شعیب

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداومصلیاومسلما

جہاد بالمال بھی ان بعض ضروری شرعی احکامات میں سے ہے جن کی طرف علم اور عمل دونوں لحاظ سے کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی، جس کی وجہ سے نظریاتی اور عملی ہر سطح پر متعدد کوتاہیاں ہورہی ہیں، یہاں تک کہ بعض دیندار مسلمان بھی اس کے بارے میں طرح طرح کے غلط فہمی کے شکار ہیں، اس لئے یہاں جہاد بالمال کا اصل حکم ذکر کرنے سے پہلے بطور تمہید چند ضروری باتیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ اس سے متعلق غلط فہمیاں دور ہوسکیں۔

پہلی بات:

جہاد ان فرض کفایہ احکام میں سے ہے جو بعض حالات میں فرض عین بن جاتے ہیں، ان میں سے ایک حالت یہ بھی ہے کہ کفار مسلمانوں کے کسی علاقے یا شہر پر حملہ کریں اور اس علاقے یا شہر والے ان کے مقابلہ کرنے سے عاجز آجائیں یا عاجز تو نہ ہوں لیکن سستی وغفلت کی وجہ سے مقابلہ نہ کریں، ایسی صورت میں ان کے ارد گرد مسلمان اگر جہاد کرنے پر قادر ہوں تو ان پر جہاد فرض ہوجاتا ہے۔ اگر وہ بھی جہاد کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں یا طاقت تو رکھتے ہوں لیکن باوجود قدرت کے جہاد نہ کریں تو پھر ان کے ارد گرد مسلمانوں پر بھی جہاد فرض ہوجاتا ہے، پھر اگر انہوں نے بھی پہلے لوگوں کی طرح اس اہم فریضہ کو ادا نہ کیا تو اسی طرح رفتہ رفتہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہوجاتا ہے۔

دوسری بات:

جہاد اللہ تعالی کے راستے میں اللہ تعالی کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے نفس اور مال خرچ کرنے کا نام ہے، جس طرح اس کا تعلق نفس اور جان کے ساتھ ہے اسی طرح مال کے ساتھ بھی ہے، جس طرح بعض اوقات مسلمانوں پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنا واجب ہوتا ہے، اسی طرح ضرورت پیش آئے تو مال خرچ کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے بعض اہل علم نے اپنی کتابوں میں یہ تعبیر اختیار کی ہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں: جہاد بالنفس اور جہاد بالمال۔ اس کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ جہاد جنس وعام ہے اور اس کے نیچے دو انواع ہیں، لیکن بہر حال اصل حکم میں اختلاف نہیں۔

تیسری بات:

اللہ کے راستے میں جب مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو اور اس حاجت کا پورا کرنا ضروری بھی ہو تو مسلمانوں پر اس ضرورت کو پوری کرنا ضروری ہے، اور جب تک یہ ضرورت پوری نہ ہو تو مسلمانوں پر ضرورت سے زیادہ رقم خرچ کرنا ضروری ہے۔ ایسے اوقات واحوال میں جہاد بالمال کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہے، خواہ اس سے جہادی ضرورت پوری ہوتی ہو یا نہ۔ بلکہ روزمرہ کی ضرورت کے علاوہ چاہے کوئی بھی مال ہو، اسے خرچ کر دینا ضروری ہے، اپنے پاس ضرورت سے زیادہ مال جمع رکھنا درست نہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَىٰ: (وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ) يُرِيدُ إِنْ دَعَوْا هَؤُلَاءِ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ لَمْ يُهَاجِرُوا مِنْ أَرْضِ الْحَرْبِ عَوْنَكُمْ بِنَفِيرٍ أَوْ مَالٍ لِاسْتِنْقَاذِهِمْ فَأَعِينُوهُمْ، فَذَلِكَ فَرْضٌ عَلَيْكُمْ فَلَا تخذلوهم. إلا أن يستنصروكم عَلَىٰ قَوْمٍ كُفَّارٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَلَا تنصروهم عَلَيْهِمْ، وَلَا تَنْقُضُوا الْعَهْدَ حَتَّىٰ تَتِمَّ مُدَّتُهُ. ابْنُ الْعَرَبِيِّ: إِلَّا أَنْ يَكُونُوا مُسْتَضْعَفِينَ فَإِنَّ الْوَلَايَةَ مَعَهُمْ قَائِمَةٌ وَالنُّصْرَةَ لَهُمْ وَاجِبَةٌ، حَتَّىٰ لَا تَبْقَىٰ مِنَّا عَيْنٌ تَطْرِفُ حَتَّىٰ تخرج إلىٰ استنقاذهم إِنْ كَانَ عَدَدُنَا يَحْتَمِلُ ذَلِكَ، أَوْ نَبْذُلُ جَمِيعَ أَمْوَالِنَا فِي اسْتِخْرَاجِهِمْ حَتَّىٰ لَا يَبْقَىٰ لِأَحَدٍ دِرْهَمٌ. كَذَلِكَ قَالَ مَالِكٌ وَجَمِيعُ الْعُلَمَاءِ.[١]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ) کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان والے جنہوں نے دارالحرب سے ہجرت نہیں کی، تم سے نکلنے کا مطالبہ کریں یا مال کا مطالبہ کریں جس کے ذریعے ان کو بچانے کی کوشش کی جاسکے تو ان کی مدد کرو کیونکہ یہ تم پر فرض ہے، اور ان کو بے آسرا نہ چھوڑو، البتہ اگر وہ تم سے کفار کی ایسی قوم کے خلاف مدد طلب کریں جن کے ساتھ تم نے (امن کا) معاہدہ کیا ہو، تو ان کے خلاف ان (مسلمانوں) کی مدد نہ کرو اور جب تک معاہدہ کی مدت پوری نہ ہو، معاہدہ نہ توڑنا۔ علامہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں: اگر مسلمان کمزور ہوں تو ولایت اس کے ساتھ قائم ہے اور ان کی مدد و نصرت واجب ہے، اگر ہماری تعداد میں دفاع پانے کا احتمال ہو تو ان (کمزور مسلمانوں) کو بچانے کے لئے نکلنا اس وقت تک واجب ہے

---

[١] تفسير القرطبي، سورة الأنفال، ج٨، ص٥٤

جب تک کہ ہم میں سے ایک فرد بھی باقی نہ رہ جائے، اور اس وقت تک اپنے اموال خرچ کرنا واجب ہے جب تک کہ کسی کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہے، اسی طرح امام مالکؒ اور تمام علماء نے فرمایا ہے"۔

چوتھی بات:

جس طرح جہاد بالنفس بعض مخصوص حالات میں فرض عین ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے اس سے اعراض کرنا جائز نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص مجرم اور گنہگار ہوتا ہے، اسی طرح جہاد بالمال بھی ہے، چنانچہ اگر معلوم ہو جائے کہ جہاد میں مال کی ضرورت ہے اس کے بعد جو کوئی کوتاہی کرکے اللہ تعالی کا دیا ہوا مال خرچ نہ کرے تو وہ بھی گنہگار اور بڑا مجرم ہو گا۔

پانچویں بات:

"جہاد بالمال" شریعت کے احکامات میں سے ایک مستقل حکم ہے، جس طرح رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنا اور تراویح پڑھنا دو مستقل احکام ہیں، ایک دوسرے کا بدل نہیں ہے، یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو شخص روزے نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے، بلکہ تراویح مستقل حکم ہے اور روزہ نہ رکھ سکنے کے باوجود بھی اگر تراویح پڑھنے کی استطاعت تو اس کا حکم متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جہاد بالنفس پر قادر نہ ہو یا قادر تو ہو اور جہاد اس پر فرض بھی ہو لیکن سستی کی وجہ سے بدنی جہاد ترک کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس شخص پر جہاد بالمال بھی فرض نہیں ۔ایسا نہیں ہے، بلکہ جہاد بالنفس الگ مستقل حکم ہے اور جہاد بالمال الگ مستقل حکم ہے، ایک حکم پر عمل نہ کرنے سے دوسرا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال اگرچہ فرضیت ووجوب میں یکساں ہیں لیکن دونوں میں ایک بنیادی فرق ہے، وہ یہ ہے کہ بعض اوقات جہاد بالنفس پر ہزاروں لوگ قادر نہیں ہوتے یا ان کی جہاد میں ضرورت نہیں ہوتی، لیکن جہاد بالمال پر قادر ہوتے ہیں اور بالخصوص عصر حاضر میں مال کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے، لہذا جو شخص عجز یا ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے جہاد بالنفس میں حصہ نہ لے سکے تو اس کی وجہ سے وہ جہاد بالمال سے بری الذمہ نہ ہوگا بلکہ وہ اس کے ذمے فرض رہے گا، لہذا جس طرح جہاد بالنفس قدرت اور احتیاج کے باوجود چھوڑنا گناہ ومذموم ہے اسی طرح جہاد بالمال بھی قدرت اور احتیاج کے باوجود چھوڑنا سخت گناہ ومذمت کا کام ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

{انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ}

(التوبۃ:۴۱)

ترجمہ: "تم ہلکے ہو یا بوجھل نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہوں"

امام جصاص رحمہ اللہ جو بہت بڑے مفسر اور فقیہ ہیں انہوں، نے اپنی تفسیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم.فأوجب الجهاد بكل ما أمكن الجهاد به. [١]

ترجمہ:"مشرکین کے ساتھ جہاد کرواپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ، پس اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کے ساتھ جہاد واجب کیا ہے جس کے ذریعے جہاد ممکن ہو"۔

مطلب یہ ہے کہ مال، جان اور زبان میں سے کہ جس چیز کے ذریعے بھی جہاد کرنا ممکن ہو، اس کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے، کوئی ان تینوں ذرائع سے جہاد کر سکتا ہے تو تینوں کو اس راہ میں صرف کریں، کوئی ان میں سے کسی ایک ذریعہ سے جہاد کرنے پر قادر ہے تو اسی کو اِس کام میں لائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وجاهدوابأموالكم وأنفسكم في سبيل الله) کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قوله: ((وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله)) فأوجب فرض الجهاد بالمال والنفس جميعا فمن كان له مال وهو مريض أو مقعد أو ضعيف لا يصلح للقتال فعليه الجهاد بماله بأن يعطيه غيره فيغزو به كما أن من له قوة وجلد وأمكنه الجهاد بنفسه كان عليه الجهاد بنفسه وإن لم يكن ذا مال ويسار بعد أن يجد ما يبلغه ومن قوي على القتال وله مال فعليه الجهاد بالنفس والمال ومن كان عاجزا بنفسه معدما فعليه الجهاد بالنصح لله ولرسوله بقوله ليس

---

[١] أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي، ج٤ص٣١٤.

على الضعفاء ولا على المرضى ولا على الذين لا يجدون ما ينفقون حرج إذا نصحوا لله ورسوله.[1]

ترجمہ: "مال اور جان دونوں کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے، چنانچہ ایسا شخص جو مریض ہو یا اپاہج ہو یا ایسا کمزور ہو کہ جہاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو لیکن اس کے پاس مال ہو تو ایسے آدمی پر اپنے مال کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے کہ وہ کسی دوسرے مجاہد کو مال دے اور وہ اس کے ذریعے جہاد میں شریک ہو جائے جیسا کہ وہ شخص جو اپنی جان کے ذریعے جہاد کرنے کی طاقت و استطاعت رکھتا ہو تو اس پر جہاد کرنا لازم ہے اگر چہ اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس کے ذریعے وہ میدان جہاد میں پہنچے۔ جو شخص جان و مال دونوں کے ذریعے جہاد کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر ان دونوں کے ذریعے جہاد کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو شخص نفس کے ذریعے جہاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے وعظ و نصیحت کے ساتھ جہاد کرے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر:

{ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ} [التوبة: ٩١]

تفسیر نسفی میں اس آیت (وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم) کے تحت ہے کہ:

{وجاهدوا بأموالكم وَأَنفُسِكُمْ} إيجاب للجهاد بهما إن إمكن أو بأحدهما على حسب الحال والحاجة.[1]

---

[1] أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي، ج٤ص٣١٦.

ترجمہ: "مال اور جان دونوں کے ساتھ جہاد کرنا واجب ہے اگر دونوں کے ذریعے ممکن ہو اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کے ذریعے ممکن ہو تو اسی کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے حالت اور حاجت کے بقدر"۔

علامہ ابو سعود رحمہ اللہ اس آیت (وجاهدوابأموالكم وأنفسكم في سبيل الله) کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ:

{وجاهدوا بأموالكم وَأَنفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيلِ الله} إيجابٌ للجهاد بهما إن أمكن وبأحدهما عند إمكانِه وإعوازِ الآخَر حتىٰ إن من ساعده النفسُ والمالُ يجاهدُ بهما ومن ساعده المالُ دون النفسِ يغزىٰ مكانَه مَنۡ حالُه علىٰ عكس حالِه إلىٰ هذا ذهب كثيرٌ من العلماء.[٢]

ترجمہ: "اگر مال و جان دونوں کے ذریعے جہاد کرنا ممکن ہو تو دونوں کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے اور اگر ایک کے ذریعے ممکن ہو تو اسی ایک کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی جان و مال دونوں کے ساتھ جہاد کی طاقت رکھتا ہو تو دونوں کے ذریعے جہاد کرے اور اگر صرف مال کی طاقت ہو اور جان کی نہ ہو تو اس کی جگہ وہ شخص جہاد کرے جس کی حالت اس کے برعکس ہو (یعنی وہ جانی لحاظ سے جہاد کی طاقت رکھتا ہو لیکن اس کے پاس مال نہ ہو) بہت سے علماء نے اس بات کو اختیار کیا ہے"۔

علامہ زحیلی رحمہ اللہ کی التفسیر المنیر میں اس آیت (وجاهدوابأموالكم و أنفسكم في سبيل الله) کے تحت یہ ذکر کیا گیا ہے کہ:

---

[١] مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ج١ص٦٨١.

[٢] إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، ج٤ص ٦٧.

وفيه إيجاب للجهاد بالنفس والمال إن أمكن، أو بأحدهما على حسب الحال، فمن قدر على الجهاد بنفسه وماله، وجب عليه ذلك، ومن قدر على الجهاد بالنفس فقط، أو بالمال فقط، وجب عليه.[1]

ترجمہ: "اگر جان و مال دونوں کے ذریعے جہاد کرنا ممکن ہو تو دونوں کے ذریعے جہاد کرنا واجب ہے اور اگر ایک کے ذریعے ممکن ہو تو اسی کے ذریعے واجب ہے حسب حالت، پس جو شخص دونوں کے ذریعے قادر ہو تو دونوں کے ذریعے واجب اور اگر صرف جان کے ذریعے قادر ہو یا صرف مال کے ذریعے قادر ہو تو اسی کے لحاظ سے اس پر جہاد کرنا واجب ہے"۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«جَاهِدُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ»[2]

ترجمہ: "اپنی جانوں، زبانوں اور مالوں کے ذریعے جہاد کرو"۔

امام ابو داؤد نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ».[3]

ترجمہ: "مشرکین سے جہاد کرو اپنی مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ"

---

[1] التفسير المنير للزحيلي، ج١٠ص ٢٢٤.

[2] سنن النسائي، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ٣١٩٢ ،ج٦ص٥١.

[3] سنن أبي داود، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ٢٥٠٤، ج٣ص١٠.

چھٹی بات:

یہاں تک جتنی بات عرض کی گئی، اس میں کوئی معتد بہ اختلاف ہمارے علم میں نہیں، مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے، ان امور میں ان کے مابین کوئی معتد بہ اختلاف نہیں ہے بلکہ بعض بڑے فقہائے حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ سے عبارت منقول ہیں کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے اور بعض مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے اموال کی طرف احتیاج ہو تو ایسے اوقات میں ان مسلمانوں پر جو ان کی ضروریات کو پوری کرنے پر قادر ہو، اپنی استطاعت کے بقدر اپنا مال ان پر خرچ کریں۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَىٰ أَنَّهُ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ حَاجَةٌ بَعْدَ أَدَاءِ الزَّكَاةِ فَإِنَّهُ يَجِبُ صَرْفُ الْمَالِ إِلَيْهَا. قَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ: يَجِبُ عَلَى النَّاسِ فِدَاءُ أَسْرَاهُمْ وَإِنِ اسْتَغْرَقَ ذَلِكَ أَمْوَالَهُمْ. وَهَذَا إِجْمَاعٌ أَيْضًا.[١]

ترجمہ: "اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مسلمانوں کو زکوۃ ادا کرنے کے بعد کوئی حاجت پیش آئے اس حاجت کو پوری کرنے کے لئے ان پر مال خرچ کرنا واجب ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ مسلمانوں پر اپنے قیدیوں کو چھڑانے کا فدیہ دینا واجب ہے اگرچہ ان کے اموال اس میں خرچ ہو جائیں، اور اسی پر اجماع ہے"۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ:

ومن فرض الكفاية القيام بإقامة الحجج وحل المشكلات في الدين وبعلوم الشرع كتفسير وحديث والفروع بحيث يصلح للقضاء

---

[١] تفسير القرطبي، سورة البقرة: آية ١٧٧، ج٢ص٢٤٢.

والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وإحياء الكعبة كل سنة بالزيارة ودفع ضرر المسلمين ككسوة عار وإطعام جائع إذا لم يندفع بزكاة وبيت مال.[1]

ترجمہ:"حج کو ادا کرنے کے لئے، دینی مشکلات کو حل کرنے کے لئے، شرعی علوم کو قائم کرنے کے لئے جیسے تفسیر، احادیث اور فروعی مسائل کو حاصل کرنے کے لئے جو قضاء کے لئے مناسب ہو، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے لئے، کعبہ کو ہر سال زیارت کر کے آباد رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کی تکالیف دور کرنے کے لئے جیسے ننگے آدمی کو کپڑا، بھوکے کو کھانا دینا جب اس کو زکوۃ یا بیت المال سے پیسے نہ دیے جاتے ہو اس کے لئے کھڑا ہونا فرض کفایہ ہے"۔

مذکورہ تمہیدات کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے:

۱۔۔۔جی ہاں! مالی جہاد جانی جہاد کی طرح عام حالات میں فرض کفایہ ہے، لیکن خاص خاص اوقات میں فرض عین بن جاتا ہے۔

۲۔۔۔مال دینے کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں ہے، بلکہ شریعت نے حکم کا مدار جہاد اور مجاہدین کی ضرورت اور لوگوں کی استطاعت پر رکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ فرض جہاد جب مسلمانوں کے اموال پر موقوف ہو تو مسلم ممالک پر واجب ہے کہ ان کی تمام تر ضروریات پوری کریں، اگر ان کی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے کوئی اسلامی حکومت نہ ہو، یا حکومت تو ہو لیکن ان کی ضروریات کو پورا نہ کرتی ہو (جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں) تو ایسی حالت میں عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ

---

[1] منهاج الطالبين وعمدة المفتين في الفقه، كتاب السير، ص: ٣٠٧.

اپنی استطاعت کے بقدر بھرپور مدد کریں، اگر مسلمان اس میں کوتاہی کریں گے تو اپنی قدرت واستطاعت کے بقدر ہر ایک گنہگار ہوگا۔

۳۔۔۔ موجودہ حالات میں عام مسلم ممالک پر لازم ہے کہ مزاحمتی تحریک کی تمام تر ضروریات پوری کریں، اگر مسلم ممالک اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہوں (جیسا کہ عمومی مشاہدہ اور تاثر ہے)، تو تمام عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک دفاعی ومزاحمتی تحریک کو ضرورت ہو، اپنی استطاعت کے بقدر مالی تعاون کرتے رہیں اور ذمہ داری کے ساتھ مال کے ذریعے تعاون کا فریضہ اداء کریں۔ وہاں کی ضرورت برقرار رہنے کے باوجود جو اشخاص اس میں کوتاہی وغفلت سے کام لیں گے، وہ اپنی استطاعت کے بقدر گناہ گار ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبیدالرحمن عفی عنہ

دارالافتاء والارشاد، مردان

۲۵ ذی الحجۃ ۴۵ھ